نظام زکوۃ اصلاح معیشت و معاشرت

تحریر: جناب عطاءاللہ عمیر

اسلام نے جو انفرادی و اجتماعی نظام ترتیب دیا ہے۔ اسکا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ امراء و غرباء کے مابین باہمی رواداری اور شفقت و تعاون کی فضا پیدا ہو۔ اس تعاون کی متعدد صورتیں ہیں جو لوگ کسی بھی کام کی بحالی، کسی صنعت کی ترقی اور کسی کاروبار کے فروغ کا ذریعہ ہیں۔ ان کی حفاظت و نگہداشت اس انداز سے کی جائے کہ ان کی جسمانی قوتیں اور ذہنی صلاحتیں نشو و نما پاتی رہیں۔ سید الرسل ﷺ کا ارشاد اقدس ہے کہ (**کفی بالمرء اثما ان یضیع من یقوت**) [سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی صلۃ الرحم، رقم الحدیث: ۱۴۴۲] ''انسان کی (ہلاکت) کیلئے اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ وہ ان لوگوں کو ضائع کر دے، جن کی نگہداشت اس کے ذمہ ہے''۔

اس ارشاد اقدس کی رو سے تمام کارخانہ داروں، صنعت کاروں، بڑے تاجروں اور ان سب لوگوں پر جو دوسروں سے کام لیتے ہیں یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان کی جسمانی قوتوں اور ذہنی صلاحیتوں کو ضائع ہونے سے بچائیں اور جونہی وہ محسوس کریں کہ ان کے ماتحت جو کارکنان اجرت کی کمی اور معیشت کی تنگی کے باعث ضائع ہو رہے ہیں اور ان کے کاروبار میں اتنی گنجائش موجود ہے کہ ان کے مشاہیر اور اجرتوں میں اضافہ کیا جا سکتا ہے یا بطور صدقہ انہیں کچھ دیا جا سکتا ہے تو ان پر واجب ہے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے اپنے کارکنوں کی اعانت کریں۔

دوسری قانونی صورت جو اسلام نے کم سرمایہ دار اور بے سہارا لوگوں کی امداد کی مد میں مقرر کی ہے کہ ہر سال امراء کے مال (اصل سرمایہ مع نفع) کا 1/40 حصہ غریب مستحق افراد اور رفاہی و دینی کاموں میں تقسیم کر دیا جائے یعنی اگر کسی کارخانہ دار، زمیندار اور تاجر کے پاس اپنے ملازمین کی تنخواہیں ادا کر دینے کے بعد چالیس لاکھ روپے کا سرمایہ رہتا ہے تو اسلام اس پر واجب کرتا ہے کہ اس چالیس لاکھ میں سے ایک لاکھ روپیہ مستحق لوگوں میں تقسیم کر دے۔ شریعت کی اصطلاح میں اسی صدقہ کا نام زکوۃ ہے قرآن نے زکوۃ کے آٹھ مصارف ذکر کئے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿**انما الصدقات للفقراء و المساکین و العاملین علیها و المؤلفة قلوبهم و فی الرقاب و الغارمین و فی سبیل الله و ابن السبیل فریضةً من الله و الله علیمٌ حکیم**﴾ (التوبة: ۶۰) مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں مصارف زکوۃ کی مختصر وضاحت درج ذیل ہے۔

۱۔ **للفقراء:** ان تنگ دست لوگوں کی اعانت جن کے پاس کچھ نہ ہو۔

۲۔ **المساکین:** ان لوگوں کی اعانت جو زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے محروم ہوں۔

۳۔ العاملین علیها: زکوۃ کی وصولی پر متعین عملے کی تنخواہیں۔

۴۔ المؤلفة قلوبهم: ان لوگوں کی اعانت جونومسلم ہوں، تا کہ ان کی تالیف قلب ہوسکے۔

۵۔ فی الرقاب: غلاموں اوران لوگوں کو آزاد کرنے کے مصارف جو قید وبند میں ہوں۔

۶۔ الغارمین: ایسے لوگوں کے قرضوں کی ادائیگی جونادارہوں۔

۷۔ فی سبیل الله: جہاد فی سبیل اللہ اور تبلیغ دین میں جانے والوں کی اعانت۔

۸۔ ابن سبیل: مسافر جو حالت سفر میں صاحب نصاب نہ ہو، اگر چہ گھر پر دولت رکھتا ہو۔

زکوۃ کی اہمیت وفرضیت:

زکوۃ ارکان اسلام میں سے وہ اہم رکن ہے جس کا ذکر قرآن میں متعدد مرتبہ آیا ہے تمام پیغمبر اپنے پیروکاروں کو زکوۃ وصدقات ادا کرنے کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ اوران کی نسل کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿**وجعلنا هم ائمة يهدون بأمرنا وأوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلاة وايتاء الزكاة وكانوا لنا عابدين**﴾ (الانبیاء:۷۳) ''اور ہم نے انہیں امام بنایا وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کی طرف نیکیوں کے کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی وحی کی اور وہ ہماری عبادت کرنے والے تھے۔'' اسی طرح موسوی شریعت میں اس کا حکم ہے قرآن مجید میں آتا ہے ﴿**وقال الله انی معكم لئن أقمتم الصلاة وآتيتم الزكوة**﴾ (المائدۃ:۱۲) ''اور اللہ تعالیٰ نے کہا میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم کرو اور زکوۃ دو۔'' نیز حضرت عیسیٰؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿**وأوصاني بالصلاة والزكاة مادمت حيا**﴾ (مریم:۳۱) ''اور مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے جب تک میں زندہ رہوں۔'' سورۃ الحج میں مؤمنین کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''یہ تو ایسے لوگ ہیں اگر ہم انہیں زمین کا حاکم بنادیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوۃ ادا کریں گے۔'' مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ زکوۃ جیسا اہم فریضہ ہر نبی کو سونپا گیا ہے۔

تارک زکوۃ کے متعلق سخت وعید:

تارک زکوۃ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے سخت وعید فرمائی، ارشاد نبوی ہے: ''جس شخص کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوۃ ادا نہ کی تو روز قیامت اس کا مال انتہائی زہریلے سانپ کی صورت بنا کر اس کے گرد لپیٹ دیا جائے گا جو اسے اپنے جبڑوں میں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں میں تیرا مال ہوں'' اور پھر رسول اللہ

ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتاهم الله من فضله هو خیر لهم بل هو شر لهم سیطوقون ما بخلوا به یوم القیامة﴾(آل عمران : ۱۸۰)[صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، رقم الحدیث:۱۴۰۳] ''اور وہ لوگ جو بخل روا رکھتے ہیں یہ گمان نہ کریں کہ ان کا مال ان کیلئے مفید ہے بلکہ وہ تو ان کیلئے شر انگیز ہے۔ عنقریب قیامت کے دن بخل سے جمع کیا ہوا مال ان کو طوق کی صورت میں پہنایا جائے گا۔''

اسلام کے علاوہ کسی مذہب نے خیرات کو یعنی بیواؤں، یتیموں اور معذور، ناداروں کی امداد کو نظامِ دین کے مثبت ارکان میں شامل کر کے اسے ایک مقدس فرض کی حیثیت نہیں بخشی۔ چونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے لہذا اسلام نے معیشت کے شعبے میں بھی ہماری راہنمائی کرتے ہوئے زکوۃ کا حکم دیا ہے۔ اسلام کے معاشی نظام میں زکوۃ کی وہی حیثیت ہے جو انسانی جسم میں ریڑھ کی ہڈی کی ہے۔ نیز زکوۃ ادا کرنے سے سرمایہ داروں کی اجارہ داری ختم ہو جانے کے ساتھ ساتھ غربت بھی ختم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے راشدین کے عہد میں محدود وسائل کے ہوتے ہوئے بھی غربت بالکل ختم ہوگئی تھی اور زکوۃ لینے والا کوئی نہیں ملتا تھا۔ اگر آج ہم بھی اس مقدس فریضے کو باقاعدگی کے ساتھ پورا کریں تو ہمارے تمام معاشی مسائل ختم ہو جائیں گے۔ زکوۃ ایک ایسی عبادت ہے جس کی فرضیت سے انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اگر کوئی ایسی حکومت قائم ہو جو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو اپنا دستور تسلیم کرتی ہو اور احکام شریعت کو نافذ کیے ہوئے ہو تو وہ اس امر کی مجاز ہے کہ زکوۃ کی ادائیگی کو روک لینے والوں کے خلاف علم جہاد بلند کرے۔ نیز زکوۃ کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ اسلامی معاشرہ میں معاشی اعتبار سے ایسا طبقاتی امتیاز باقی نہ رہے جس کے نتیجہ میں کچھ تو عیش پرستی اور فضول خرچی کر رہے ہوں اور کچھ لوگ بنیادی ضرورتوں سے بھی محروم زندگی گزار رہے ہوں۔

اسلام جس معاشرہ کا تصور دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے وہ معاشی عدل کے ساتھ ساتھ باہمی اخوت پر بھی مبنی ہے اسلامی اخوت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ پیٹ بھر کر کھانے والوں کے پڑوس میں کوئی شخص بھوکا رات نہ گزارے اگر کوئی شخص خود شکم سیر ہو کر سوتا ہے اور اس کے علم میں یہ بات بھی ہے کہ اس کا پڑوسی بھوکا ہے مگر اس نے اس کی بھوک مٹانے کی کوشش نہیں کی تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ کی قسم یہ شخص مومن نہیں ہے۔'' (مفہوم) زکوۃ کے بارے میں داعی اسلام ﷺ (فداہ ارواحنا و أنفسنا) نے فرمایا (تؤخذ من اغنیائهم و ترد علی فقرائهم)[صحیح بخاری. کتاب الزکاۃ، رقم الحدیث:۱۳۰۸] ''امیروں سے زکوۃ لے کر ان ہی کے قرب

وجوار میں رہنے والے مستحقین میں تقسیم کردی جائے۔'' خلافت راشدہ میں زکوۃ کا نظام اسی طرح قائم تھا کہ حکومت کی جانب سے مقرر کردہ تحصیل دار اپنے اپنے علاقوں میں جا کر اغنیاء اور متمول لوگوں سے زکوۃ وصول کرتے تھے اور حتی الامکان ہر شہر اور بستی کی زکوۃ اسی جگہ کے غرباء میں تقسیم کر دیتے تھے اور چونکہ اس عہد میں تمام دینی اور رفاہی کاموں کی ذمہ داری حکومت پر تھی اس لئے بالعموم مقامی زکوۃ تو غرباء میں بقدر ضرورت تقسیم ہوتی تھی اور مرکزی بیت المال میں جو رقوم (بمد زکوۃ، خراج، غنیمت وغیرہ) جمع ہوتی تھیں ان سے اسلامی فوج کے مصارف ادا ہوتے تھے، دین اشاعت کا کام ہوتا تھا اور رفاہی امور سرانجام دیئے جاتے تھے جو وہاں جا کر کتاب وسنت کا پرچار کریں۔

زکوۃ کا یہ نظام کس قدر مفید اور نتیجہ خیز ہے ذرا حساب لگایئے ایک ایسا شہر جس میں کارخانے، صنعت و تجارت میں چالیس کروڑ روپیہ گردش کر رہا ہو شرعی ضابطہ کے تحت یہاں ہر سال ایک کروڑ روپیہ ایک ہی وقت میں جمع ہونا چاہیے اور آپ اسے تعلیم و تبلیغ، فقراء، مساکین اور مسافروں کی مدوں میں تقسیم کریں۔ نیز اس سرمایہ سے ایک خطیر رقم اگر مبلغین کیلئے وقف کر دی جائے اور اشاعتی ادارے اس رقم سے قائم کئے جائیں تو کیا ہمارے دس شہر بھی ایسے نہ ہونگے؟ جن میں ایسے تبلیغی و اشاعتی ادارے قائم ہوں جن اداروں سے صحیح معنوں میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی پھوٹے اور پھر سوچئے کیا یہ ادارے اپنی قوت مجتمع کر کے یورپ و ایشیاء میں مبلغین نہیں بھجوا سکتے؟

نیز باقی ماندہ رقم سے اگر ہر شہر میں 2000 ہزار روپے مستحق کنبے میں تقسیم کئے جائیں تو چالیس لاکھ روپے میں دو ہزار کنبوں کو اس قابل بنایا جا سکتا ہے کہ وہ فکر معاش سے کافی حد تک مطمئن ہو جائیں۔ اگر دس لاکھ روپے رفاہی کاموں کیلئے وقف کر دیئے جائیں تو اندازہ کیجئے کہ یہ صورت حال باقی رہے گی کہ مسافر اور دوسرے فوری امداد کے مستحق افراد بھوکے رہیں اور سڑکوں پر بھیک مانگتے دکھائی دیں؟

ہم انتہائی دردمندانہ اظہار پر مجبور ہیں کہ اسلام نے جو بے پناہ قوت اپنے قوانین وضوابط میں رکھی ہے اس کا اندازہ کسی جماعت نے اب تک نہیں کیا۔ نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ قوم قعر مذلت میں ہر لحہ نیچے گرتی چلی جا رہی ہے اور بسا اوقات یوں محسوس ہوتا ہے کہ جس قوم کو لعل و جوہر کے خزانے دیئے گئے تھے وہ کوئلوں کی دلالی کو حسنات دارین سمجھے ہوئے ہیں اور جس بدنصیب معاشرہ کو مملکتوں کو امانت سپرد کرنے کے لئے امین بنایا گیا تھا اس کے ذی شعور عناصر کی فکری اور علمی تگ و تاز صرف اس حد تک محدود ہے کہ وزارت و ممبری ان کے ہاتھوں کب آئے گی۔

ذی شعور طبقات کی اس پست ذہنیت کے باعث ہماری ہر قوت ضائع ہو رہی ہے اور اسکا ہر ضابطہ بے نتیجہ ہو کر رہ گیا ہے ان حالات میں اگر چہ ان گزارشات کا ظاہری حاصل اس کے سوا کچھ بر آمد نہیں ہو سکتا کہ فرض ادا ہو جائے۔ لیکن اس ادائیگی فرض کی خاطر یہ اپیل تو کرنی ہی پڑے گی کہ اللہ کے جن بندوں کی سمجھ میں یہ بات آجائے کہ زکوۃ کو ملت کی تعمیرِ نو کے لئے صرف کیا جا سکتا ہے وہ بجائے اس کے دس دس پانچ پانچ سوال کرنے والوں کو دے دیں یا دس ، بیس ، پچاس دینی مدارس کو چندہ دے دیں وہ اپنے ہم خیال مالداروں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ اپنی زکوۃ ایک جگہ جمع کریں اور پھر جتنی رقم جمع ہو اسے اس طرح خرچ کریں کہ جس مستحق کو دیں وہ اس لائق ہو جائے کہ وہ اس سرمائے سے روٹی کما سکے ۔ جس دینی درسگاہ کو وہ زکوۃ ادا کریں وہ سال بھر کے مصارف سے بے نیاز ہو جائے ۔ جو دینی مدرسہ اس سے قائم کریں وہ سفیروں کو دربدر بھیجنے سے بچ جائے ۔ اور اطمینان کے ساتھ اپنے تبلیغی و اشاعتی اور رفاہی کاموں کو سر انجام دیتے ہوئے ''أنتم الأ علون'' کی منزل پا سکے ۔

بشکریہ مجلّہ '' جامعہ ابی بکر الاسلامیہ'' کراچی

جامع مسجد اللہ اہل حدیث پوران میں جلسہ

مورخہ 22 جون بروز جمعرات جامع مسجد اللہ اہل حدیث پوران میں جلسہ ہوا ۔ جلسہ سے مقرر خوش بیاں حضرت مولانا قاری خالد مجاہد صاحب نے خطاب کیا جہلم سے مولانا فیض احمد صاحب اور حافظ عبدالغفور صاحب نے شرکت کی ۔

جامع مسجد مبارک اہل حدیث میں جلسہ

مورخہ 24 جون بروز ہفتہ جامع مسجد مبارک اہل حدیث مشین محلّہ نمبر 3 جہلم میں عظیم الشان جلسہ سیرت النبی ﷺ زیر صدارت رئیس الجامعہ ہوا سٹیج سیکرٹری کے فرائض مدیر الجامعہ حافظ احمد حقیق صاحب نے سر انجام دیئے ۔ شاعر اسلام قاری سلیم اللہ مدنی نے نعتیہ کلام پیش کیا بعد ازاں عکاشہ مدنی ، مولانا فیض احمد اور آخر میں واعظ شیریں بیان حضرت مولانا قاری خالد مجاہد نے خطاب کیا